کس طرح سے سودی کاروبار کرتے تھے۔

مالک عن زید بن اسلم انہ قال کان الربا فی الجاھلیۃ ان یکون للرجل علی الرجل الحق الی اجل فاذا حل الاجل قال اتقضی ام تربی فاذا قضی اخذ والا زادہ فی حقہ واخر عنہ فی الاجل (موطا امام مالک)

مالک نے زید بن اسلم سے روایت کی ہے انھوں نے کہا جاہلیت میں ربا یہ تھا کہ کسی کا کسی پر مقررمدت تک کے لیے دین ہوتا جب وہ مدت پوری ہوتی وہ کہتا، تو ادا کرتا ہے یا بڑھاتا ہے اگر مدیون قرض ادا کردیتا تو لے لیتا ورنہ اپنے دین میں اضافہ کردیتا اور مدت ادا بڑھا دیتا۔

ان تفصیلات سے معلوم ہوا کہ جاہلیت عرب میں سودی کاروبار کی نوعیت وہی تھی جو آج ہندوستان میں مہاجنی کاروبار کی ہے۔ یعنی قرض اور دین پر سود بڑھا بڑھا کر مخلوق خدا کو لوٹنا اور تباہ کرنا یہی وہ سود ہے جس کو قرآن کریم نے پوری شدت کے ساتھ روکا ہے۔ یہی وہ سود ہے جو دنیا کے لیے بدترین معاشی لعنت تھا اور ہے۔ اسی نے لاکھوں گھرانے اجاڑے اور ہزاروں گھرانوں کو تباہ و برباد کیا اور یہی وہ لعنت ہے جس کے جال میں پھنس کر آج بھی دنیا کے کروروں محتاج و مفلس پڑے کراہ رہے ہیں، انسانیت اس ظلم سے چیخ رہی ہے لیکن کوئی نہیں جو اس کی پکار سنے اور اس کے زخموں کا مداوا کرے ـــــ اس سود کے علاوہ سود کی ایک اور قسم بھی ہے جو نوع انسانی کے لیے حرام کی گئی ہے اور وہ ہے ربا الفضل۔ سود کی اس قسم کو شارع اسلام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام قرار دیا ہے۔ ربا الفضل یہ ہے کہ کیل وموزون یعنی ناپ تول والی اشیا کی ایک جنس کو تفاضل کے ساتھ بیچا جائے مثلاً گیہوں کو گیہوں کے ساتھ زیادتی کے ساتھ بیچا جائے یا سونا کو سونے کے ساتھ زیادتی کے ساتھ بیچا جائے۔ ایک جنس کی زیادتی بھی حرام ہے، اس کی حرمت صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ اس کی تفصیل آگے مسئلہ سود اور احادیث نبوی کے باب میں آتی ہے۔

ولا خلاف ان ھذا الربا الذی حرمہ اللہ تعالی ولم تعرف العرب الربا الا فی النسیئۃ منزل القرآن وزادہ

اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ یہی وہ سود ہے جس کو اللہ نے حرام کیا عرب دین کے سوا کسی دوسرے سود سے واقف نہ تھے لہٰذا قرآن نے اسی سود کو حرام کیا

صلی اللہ علیہ وسلم بیانا وحرم ربا الفضل (زرقانی علی موطا مالک)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اضافہ کرتے ہوئے ربا الفضل کو بھی حرام کر دیا۔

زرقانی کے اس بیان سے معلوم ہوا کہ ائمہ کے درمیان اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ قرآن کریم نے جس ربا کو حرام کیا ہے وہ ربا نسیئہ ہے جس کی تفصیل اوپر گذر چکی ہے۔ امام ابو جعفر طحاوی ربا الفضل کی حرمت و عدم حرمت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اختلافات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ان ذلک الربا انما عنی به ربوا القرآن الذی کان اصله فی النسیئة وذلک ان الرجل کان یکون له علی صاحبه الدین فیقول له اجلنی منه الی کذا وکذا بکذا وکذا درهما ازیدکها فی دینک فیکون مشتریا لاجل بمال فنهاهم الله عزوجل بقوله یا ایها الذین امنوا اتقوا الله وذروا ما بقی من الربا ان کنتم مؤمنین ثم جاءت السنة بتحریم الربا فی التفاضل فی الذهب بالذهب والفضة بالفضة وسائر الاشیاء المکیلات والموزونات فکان ذلک ربوا حرم بالسنة (شرح معانی الآثار ج۲)

اس ربا سے مراد ربا القرآن ہے جس کی اصل ادھار اور دین میں تھی اس کی صورت یہ تھی کہ کسی کا کسی پر دین ہوتا مدیون کہتا مجھے اتنے اتنے درہم کے بدلے اتنی اتنی مدت دے تو وہ مدت مقررہ کو مال کے بدلے میں خریدتا تھا اللہ تعالیٰ نے ان کو اس معاملے سے اپنے اس قول کے ذریعہ روک دیا یا ایها الذین امنوا اتقوا اللہ الخ پھر اس کے بعد سنت رسول نے اس ربا کو بھی حرام کر دیا جو سونا کو سونا اور چاندی کو چاندی کے ساتھ بہ تفاضل بیچنے سے لازم آتا ہے اسی طرح تمام مکیلات و موزونات میں پس یہ وہ ربا ہوا جو سنت کے ذریعہ حرام کیا گیا ہے۔

امام طحاوی کی اس عبارت سے دو باتیں بہ تصریح معلوم ہوئیں ایک تو یہ کہ ربا قرآن اور ہے ربا حدیث اور ہے۔ ربا نسیئہ وہ ہے جسے قرآن نے حرام کیا اور ربا الفضل وہ ہے جسے حدیث نے حرام کیا۔ دوسری بات یہ کہ ربا جاہلیت پر آخری ضرب جس نے لگائی اور جس نے اس کو قانونی جرم بنایا وہ آیت یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ہے جو فتح

مکہ کے بعد نازل ہوئی ہے۔

ربا النسیئہ اور ربا الفضل کی اتنی تفصیل راقم نے اس غرض سے کی ہے کہ دونوں کا فرق اچھی طرح سمجھ لیا جائے کیونکہ ان دونوں کی حرمت کو ایک سمجھ لینا صحیح نہیں ہے۔

تجارت اور سود کا اصولی فرق اس سلسلہ میں اختصار کے ساتھ اس کا ذکر بھی مناسب ہے کہ آخر وہ کیا وجوہ ہیں جن کی بنا پر تجارت کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا گیا ہے کیونکہ منافع اور زیادتی دونوں میں ہوتی ہے۔ علماء، فقہاء اور مفسرین رحمہم اللہ نے ان دونوں کے فرق پر بہت کچھ لکھا ہے۔ یہاں نہ اس کا استقصا مقصود ہے اور نہ اس کی ضرورت ہے اس لیے راقم یہاں مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی مدظلہ العالی نے تفہیم القرآن میں جو کچھ لکھا ہے اس کا نقل کر دینا کافی سمجھتا ہوں کیونکہ وہ مختصر اور جامع ہے:

"تجارت اور سود کا اصولی فرق جس کی بنا پر دونوں کی معاشی اور اخلاقی حیثیت ایک نہیں ہو سکتی یہ ہے:

(۱) تجارت میں بایع اور مشتری کے درمیان منافع کا مساویانہ تبادلہ ہوتا ہے کیونکہ مشتری اس چیز سے نفع اٹھاتا ہے جو اس نے بایع سے خریدی ہے اور بایع اپنی اس محنت، ذہانت اور وقت کی اجرت لیتا ہے جس کو اس نے مشتری کے لیے وہ چیز مہیا کرنے میں صرف کیا ہے۔ بخلاف اس کے سودی لین دین میں منافع کا تبادلہ برابری کے ساتھ نہیں ہوتا۔ سود لینے والا تو مال کی ایک مقررہ مقدار لے لیتا ہے جو اس کے لیے بالیقین نفع بخش ہے لیکن اس کے مقابلہ میں سود دینے والے کو صرف مہلت ملتی ہے جس کا نفع بخش ہونا یقینی نہیں۔ اگر اس نے سرمایہ اپنی ذاتی ضروریات پر خرچ کرنے کے لیے لیا ہے تب تو ظاہر ہے کہ مہلت اس کے لیے قطعی نافع نہیں ہے اور اگر وہ تجارت یا زراعت یا صنعت و حرفت میں لگانے کے لیے لیتا ہے تب بھی مہلت میں جس طرح اس کے لیے نفع کا امکان ہے اسی طرح نقصان کا بھی امکان ہے۔ پس سود کا معاملہ یا تو ایک فریق کے فائدے اور دوسرے کے نقصان پر ہوتا ہے یا ایک کے یقینی اور متعین فائدے اور دوسرے کے غیر یقینی اور غیر متعین فائدے پر۔

(۲) تجارت میں بایع مشتری سے خواہ کتنا ہی زائد منافع لے بہرحال وہ جو کچھ لیتا ہے ایک ہی بار

لیتا ہے لیکن سود کے معاملہ میں مال دینے والا اپنے مال پر مسلسل منافع وصول کرتا رہتا ہے اور وقت کی رفتار کے ساتھ ساتھ اس کا منافع بڑھتا چلا جاتا ہے۔ مدیون نے اس کے مال سے خواہ کتنا ہی فائدہ حاصل کیا ہو بہرحال اس کا فائدہ ایک خاص حد تک ہی ہوگا مگر دائن اس فائدہ کے بدلے میں جو نفع اٹھاتا ہے اس کے لیے کوئی حد نہیں ہوسکتی ہے کہ وہ مدیون کی پوری کمائی اس کے تمام وسائل معیشت حتیٰ کہ اس کے تن کے کپڑے اور گھر کے برتن تک ہضم کر لے اور پھر بھی اس کا مطالبہ باقی رہ جائے۔

(۳) تجارت میں شے اور اس کی قیمت کا تبادلہ ہونے کے ساتھ ہی معاملہ ختم ہو جاتا ہے اس کے بعد مشتری کو کوئی چیز بائع کو واپس دینی نہیں ہوتی، مکان یا زمین یا سامان کے کرایہ میں اصل شے جس کے استعمال کا معاوضہ دیا جاتا ہے صرف نہیں ہوتی بلکہ برقرار رہتی ہے اور بجنسہ کرایہ دار کو واپس دیدی جاتی ہے لیکن سود کے معاملہ میں قرض دار سرمایہ کو صرف کر چکتا ہے اور پھر اس کو وہ صرف شدہ مال دوبارہ پیدا کر کے اضافہ کے ساتھ واپس دینا ہوتا ہے۔

(۴) تجارت اور صنعت و حرفت اور زراعت میں انسان محنت، ذہانت اور وقت صرف کر کے اس کا فائدہ لیتا ہے مگر سودی کاروبار میں وہ محض اپنا ضرورت سے زیادہ مال دے کر بلا کسی محنت و مشقت کے دوسروں کی کمائی میں شریک غالب بن جاتا ہے اس کی حیثیت اصطلاحی "شریک" کی نہیں ہوتی جو نفع اور نقصان دونوں میں شریک ہوتا ہے اور نفع میں جس کی شرکت نفع کے تناسب سے ہوتی ہے بلکہ وہ ایسا شریک ہوتا ہے جو بلا لحاظ نفع و نقصان اور بلا لحاظ تناسب نفع اپنے طے شدہ منافع کا دعویدار ہوتا ہے۔

ان وجوہ سے تجارت کی معاشی حیثیت اور سود کی معاشی حیثیت میں اتنا عظیم الشان فرق ہو جاتا ہے کہ تجارت انسانی تمدن کی تعمیر کرنیوالی قوت بنجاتی ہے اور اس کے برعکس سود اس کی تخریب کرنے کا موجب بنتا ہے۔ پھر اخلاقی حیثیت سے یہ سود کی عین فطرت ہے کہ وہ افراد میں بخل، خود غرضی، شقاوت، بے رحمی اور زر پرستی کی صفات پیدا کرتا ہے اور ہمدردی و امداد باہمی کی روح کو فنا کر دیتا ہے اس بنا پر سود معاشی اور اخلاقی

دونوں حیثیتوں سے نوع انسانی کے لیے تباہ کن ہے۔" (ترجمان القرآن ماہ شعبان ۱۳۵۲ ہجری)

مسئلہ سود اور احادیث نبوی

قرآن مجید میں حرمت سود کی جو تفصیلات بہ تدریج نازل ہوئی ہیں ان سے ہمیں یہ علم و یقین حاصل ہو چکا ہے کہ اس کی حرمت بالکل مطلق اور غیر مشروط ہے اس میں نہ تو دارالاسلام کی کوئی قید ہے اور نہ مال معصوم کی کوئی شرط بلکہ ہر جگہ اور ہر دو انسانوں کے درمیان یہ معاملہ حرام ہے۔ سود کا تحقق جس طرح مسلمان کے مال میں ہوتا ہے اسی طرح کافر حربی کے مال میں بھی ہوتا ہے۔ اب ہمیں یہاں یہ دیکھ لینا چاہیے کہ شارع اسلام مہبط وحی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں کہیں کوئی قید یا شرط پائی جاتی ہے یا نہیں؟

احادیث نبوی کا جو وسیع سرمایہ اس وقت موجود ہے اس میں کہیں بھی کوئی قید یا کوئی شرط نہیں پائی جاتی۔ جس طرح قرآن میں حرمت ربا کا حکم مطلق ہے اسی طرح احادیث نبوی میں بھی مطلق ہے جس طرح قرآن مجید میں حقیقت ربا کے تحقق کے لیے مال معصوم کی شرط نہیں اسی طرح احادیث نبوی میں بھی کوئی ایسی شرط نہیں۔

احادیث نبوی میں چند احادیث وہ ہیں جن میں بتایا گیا ہے کہ قرآن نے کونسا سود حرام کیا ہے اور دوسری وہ ہیں جن میں ربا الفضل کو حرام کیا گیا ہے۔ ربا القرآن کی تشریح اس طرح فرمائی گئی ہے۔

لا ربوا الا فی النسیئة	ربا نہیں ہے مگر نسیئہ میں
انما الربوا فی النسیئة	بجز نسیئہ ربا نہیں
لا ربوا الا فی الدین	ربا نہیں مگر دین میں

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سداً للذریعہ ربا کی وہ قسم بھی حرام قرار دی جس کو ہم ربا الفضل کہتے ہیں۔ تحریم ربا الفضل سے متعلق چند حدیثیں ہم یہاں پیش کرتے ہیں۔

عن عبادة بن الصامت قال	عبادہ بن صامتؓ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الذھب	فرمایا سونا کو سونا سے چاندی کو چاندی سے گیہوں کو گیہوں
بالذھب والفضة بالفضة والبر	سے جو کو جو سے کھجور کو کھجور سے اور نمک کو نمک سے
بالبر والشعیر بالشعیر والتمر بالتمر	برابر دست بدست بیچو اور جب یہ قسمیں آپس میں مختلف
والملح بالملح مثلاً بمثل سواء بسواء	ہوں تو دست بدست جس طرح چاہو بیچو۔۔۔ ۔۔۔

یداً بید فاذا اختلفت هذه الاصناف ....
فبیعوا کیف شئتم اذا کان یداً بید (مسلم شریف) ....

یہ اور تقریباً انھیں الفاظ کی چند دوسری حدیثیں تمام ائمۂ فقہ و حدیث کے نزدیک ان مسائل ربا کے لیے جو احادیث سے ثابت ہیں اصل الاصول کا حکم رکھتی ہیں۔ انھی احادیث سے انھوں نے ربا کی تعریف اخذ کی ہے اور بیسیوں مسائل استنباط کر کے سود کا ایک طویل باب کتاب البیوع میں الگ مرتب کیا ہے۔ یہاں مجھے نہ ان مسائل کی تفصیل کرنی ہے اور نہ ائمۂ فقہ کے اختلافات بتانا مقصود ہے۔ بلکہ یہ بتانا ہے کہ شارع اسلام نے بطور اصل چھ چیزوں کو شمار کر کے یہ حکم دیا کہ ان میں ہر ایک کو اگر اس کی جنس کے ساتھ بیچا جائے تو اس کو برابر برابر اور دست بدست ہونا چاہیے اور اگر ان میں سے ہر ایک کو اس کے جنس کے ساتھ نہ بیچا جائے بلکہ غیر جنس کے ساتھ بیچا جائے مثلاً سونا کو چاندی سے یا گیہوں کو کھجور سے بیچا جائے تو ان کو زیادتی، کمی کے ساتھ بیچنا حلال ہے صرف شرط یہ ہے کہ دست بدست یعنی نقد ہو ادھار نہ ہو۔ انھیں اشیائے ستہ اور ان پر قیاس کردہ اشیا کو تفاضل کے ساتھ بیچنا ربا الفضل ہے۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قال ابو بکرة رضی اللہ عنہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تبیعوا الذهب بالذهب الا سواء بسواء والفضة بالفضة الا سواء بسواء وبیعوا الذهب بالفضة والفضة بالذهب کیف شئتم (بخاری شریف کتاب البیوع) ....

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سونا کو سونا کے بدلے میں اور چاندی کو چاندی کے بدلے میں نہ بیچو مگر برابر برابر اور سونا کو چاندی کے بدلے میں اور چاندی کو سونا کے عوض میں بیچو جیسے چاہو۔ ....

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سونا کو سونا اور چاندی کو چاندی کے عوض کمی بیشی کے ساتھ فروخت کرنا ناجائز ہے اور عدم جواز کا یہ حکم بالکل مطلق اور غیر مشروط ہے۔ لاتبیعوا اور بیعوا کا مخاطب ہر مسلمان ہے چاہے وہ دارالاسلام میں ہو یا دارالکفر میں اور چاہے وہ کسی مسلم و مستامن سے خرید و فروخت کرے یا کسی کافر حربی سے۔

عن عثمان بن عفان ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تبیعوا الدینار بالدینارین ولا الدرہم بالدرہمین (مسلم شریف باب الربا)	عثمان بن عفان سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دینار کو دو دیناروں کے بدلے میں اور ایک درہم کو دو درہموں کے بدلے میں نہ بیچو۔

امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی اس مرفوع حدیث سے طلائی و نقرئی سکوں کی بیع و فروخت کا حکم بھی معلوم ہوگیا اور بہ تصریح یہ بات معلوم ہوئی کہ کسی مسلمان کے لیے کہیں بھی اور کسی سے بھی ایک دینار کو دو دینار اور ایک درہم کو دو درہم کے بدلے میں بیچنا ناجائز ہے اور اگر کوئی مسلمان کسی مسلمان یا مستامن یا کافر حربی سے ایک دینار کے بدلے میں دو دینار اور ایک درہم کے بدلے میں دو درہم وصول کرے گا تو وہ اس صریح اور مطلق حکم کی مخالفت کا مجرم ہوگا۔

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الذہب بالذہب وزنا بوزن مثلا بمثل والفضۃ بالفضۃ وزنا بوزن مثلا بمثل فمن زاد واستزاد فہو ربا (مسلم شریف)	ابو ہریرہ سے مروی ہے انھوں کہا، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونا، سونے کے بدلے میں تول کر برابر برابر اور چاندی چاندی کے بدلے میں تول کر برابر برابر پس جس نے زیادہ دیا یا زیادہ لیا تو وہ سود ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث مرفوع اس قدر صاف اور صریح ہے کہ اس مسئلہ کی تمام الجھنوں کو حل اور تمام شبہات کو دور کر دیتی ہے۔ مَن کا لفظ اور اس کے تحت مسلمانوں کا ہر فرد بلکہ انسانوں کا ہر فرد داخل ہے چاہے وہ روئے زمین کے جس حصے میں زندگی بسر کر رہا ہو۔ اس حدیث سے بلا ریب یہ حکم عام معلوم ہوتا ہے کہ سونا کے بدلے میں زیادہ سونا لینا دینا اور چاندی کے بدلے میں زیادہ چاندی لینا دینا سود ہے چاہے یہ لین دین دو مسلمانوں کے درمیان ہو یا مسلم حربی کے درمیان۔ سود کے تحقق کے لیے نہ تو مال معصوم کی کوئی شرط ہے اور نہ اس کی حرمت کے لیے دار الاسلام کی قید۔ متعاقدین چاہے مسلمان ہوں یا مستامن یا معاہد یا مسلم حربی بہر نوع یہ زیادتی سود ہوگی۔

مسئلہ سود اور آثار صحابہ قرآن کریم اور احادیث نبوی سے یہ معلوم ہو چکا کہ سود ہر مسلمان پر حرام ہے چاہے وہ کہیں ہو۔ حرمت ربا بالکل مطلق اور غیر مشروط ہے نہ تو اس کی حرمت کے لیے کسی جگہ کی قید ہے اور نہ کسی

حقیقت کے تحقق کے لیے ربائے منصوص کی شرط۔ اب یہاں یہ دیکھ لینا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے سود کے متعلق کیا آثار مروی ہیں۔ آیا کہیں صحابہ کے آثار میں کوئی قید یا کوئی شرط پائی جاتی ہے یا نہیں؟

عن مجاہد المکی ان صائغا سأل عبد اللہ بن عمر انی اصوغ ثم ابیع الشئ من ذلک باکثر من وزنہ فاستفضل من ذلک قدر عمل یدی فنہاہ عبد اللہ بن عمر عن ذلک فجعل الصائغ یرد علیہ المسألۃ ویأباہ علیہ عبد اللہ بن عمر حتی انتہی الی دابتہ او الی باب المسجد فقال لہ عبد اللہ الدینار بالدینار والدرہم بالدرہم لا فضل بینہما ہذا عہد نبینا الینا وعہدنا الیکم (شرح معانی الآثار)

مجاہد مکی سے مروی ہے کہ ایک سنار نے حضرت عبد اللہ بن عمر سے پوچھا کہ میں سوناری کرتا ہوں اور پھر اس چیز کو اس سے زیادہ وزن کی چیز کے ساتھ فروخت کرتا ہوں اور بہ قدر اپنے کام کے اپنی چیز سے زیادہ وزن کی چیز لیتا ہوں تو عبد اللہ بن عمر نے اس کو منع کیا۔ وہ برابر اس مسئلہ کو دہراتا رہا اور حضرت ابن عمر انکار کرتے رہے یہاں تک کہ وہ اپنی سواری تک یا مسجد کے دروازے تک پہنچا تو حضرت عبد اللہ نے فرمایا ایک دینار کے بدلے میں ایک اور درہم ایک درہم کے بدلے میں ان کے درمیان زیادتی جائز نہیں اسی کی وصیت ہمارے

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے اس اثر سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام نے بھی حرمت ربا کے حکم کو مطلق اور غیر مشروط ہی سمجھا تھا عہدنا الینا اور عہدنا الیکم کے الفاظ بتا رہے ہیں اموال ربویہ میں تفاضل ہمیشہ اور ہر جگہ ناجائز ہے۔ عہد رسالت سے لے کر عہد صحابہ تک اس کے عدم جواز ہی کی وصیت ہوتی آئی ہے اگر اس کے جواز کا کوئی موقع ہوتا تو ناممکن تھا کہ عہد رسالت سے عہد صحابہ تک کہیں اس کا بیان نہ ہو

قال سمعت ابن عمر یقول خطب عمر فقال لا یشتری احد کم دینارا بدینارین ولا درہما بدرہمین ولا قفیزا بقفیزین انی اخشی علیکم الربا وانی لا اوتی باحد فعلہ الا اوجعتہ عقوبۃ فی نفسہ ومالہ (ایضاً)

راوی نے کہا میں نے ابن عمر سے کہتے ہوئے سنا کہ حضرت عمر نے خطبے میں فرمایا تم میں کا کوئی ایک دینار کو دو دینار کے بدلے میں اور ایک درہم کو دو درہم کے بدلے میں اور ایک قفیز کو (ایک پیمانہ ہے) دو قفیز کے بدلے میں خرید و فروخت نہ کرے میں ڈرتا ہوں کہ تم سود میں مبتلا ہو جاؤ گے اور اگر میرے پاس اس کا مرتکب لایا گیا تو میں اس کو جانی و مالی سزا دوں گا۔

صحابہ کرام کے آثار کا استقصا مقصود نہیں ہے۔ ان دو آثار کے بعد راقم دو ایسے آثار پیش کرتا ہے جو اس بات کے لیے قول فیصل ہیں کہ حرمت ربا کا حکم بالکل مطلق اور غیر مشروط ہے اور دار الحرب میں بسنے والے حربیوں سے بھی اموال ربویہ کو تفاضل کے ساتھ بیچنا حرام ہے۔

علی بن رباح اللخمی قال کنا فی غزاۃ	علی بن رباح لخمی نے کہا کہ ہم ایک غزوے میں فضالہ بن
مع فضالۃ بن عبید فسألناہ عن بیع الذھب	عبید کے ساتھ تھے میں نے ان سے سونے کو سونے کے بدلے
بالذھب فقال مثلاً بمثل لیس بینھما فضل	میں بیچنے کا مسئلہ پوچھا تو انھوں نے جواب دیا کہ برابر برابر
(ایضاً)	ان دونوں کے درمیان زیادتی جائز نہیں۔

دیکھنے کی چیز یہ ہے کہ یہ سوال و جواب ایک غزوے کا ہے جب کہ فوجیوں کا تعلق دار الحرب اور حربیوں سے ہوتا ہے اگر اہل حرب سے تفاضل کے ساتھ بیچنا جائز ہوتا تو ناممکن تھا کہ فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ اس کا بیان نہ فرماتے اس موقع پر ان کا یہ جواب صاف بتا رہا ہے کہ تفاضل کہیں اور کسی سے جائز نہیں۔

عن ابی قیس مولی عمرو بن العاص	ابو قیس مولیٰ عمرو بن العاص سے مروی ہے انھوں نے کہا
قال کتب ابوبکر الصدیق الی امراء الاجناد	ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے امرائے لشکر کو اس وقت لکھا جب وہ
حین قدموا الشام اما بعد فانکم قد ھبطتم	شام پہنچے تم لوگ سودی کاروبار کے ملک میں اترے ہو
ارض الربا فلا تتبایعون الذھب بالذھب	پس سونے کو سونے سے نہ بیچو مگر تول میں برابر برابر اور
الا وزنا بوزن ولا الورق بالورق الا	چاندی کو چاندی سے نہ بیچو مگر تول میں برابر برابر اور کھانے کو
وزنا بوزن ولا الطعام الا کیلا بکیل	کھانے سے نہ بیچو مگر ناپ میں برابر برابر ابو قیس نے کہا کہ
قال ابو قیس قرات کتابہ (شرح معانی الآثار ج ۲)	میں نے یہ فرمان دیکھا

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اس فرمان کو دیکھنے کے بعد کوئی کس طرح یہ کہہ سکتا ہے کہ حربی سے ایک درہم کو دو درہم کے بدلے میں بیچنا جائز ہے۔ فرمان امرائے لشکر کو حربیوں ہی کے ساتھ بیچنے کی روک تھام کے لیے بھیجا گیا تھا اور دار الحرب میں بھیجا گیا تھا انکم قد ھبطتم ارض الربا کے الفاظ اس کی تصریح کر رہے ہیں۔ قرآن کریم، احادیث نبوی اور آثار صحابہ سے یہ بات پایۂ تحقیق کو پہنچ گئی کہ حرمت ربا کا حکم بالکل مطلق اور غیر مشروط ہے۔

سود خواروں کے متعلق چند حدیثیں

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں جس عذاب کی دھمکی دی ہے اور سود نہ چھوڑنے والے مسلمانوں کو جس وبال کی وعید سنائی ہے اس کا حال گزر چکا اب یہاں چند حدیثیں پیش کی جاتی ہیں:

قال ولعن آکل الربوا وموکلہ (بخاری)

راوی نے کہا اور لعنت کی رسول اللہ صلعم نے سود کھانے اور کھلانے والے پر

عن جابر قال لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آکل الربوا وموکلہ وکاتبہ وشاہدیہ وقال ہم سواء۔ (مسلم شریف)

حضرت جابر نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت بھیجی ہے سود کھانے والے، کھلانے والے، اس کے لکھنے والے اور اس کے گواہوں پر اور فرمایا ہے کہ وہ سب برابر ہیں۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت کا جو شخص مستحق ٹھیرے اس سے زیادہ بدنصیب اور کون ہوگا، رحمت عالم و عالمیان جس پر لعنت بھیجیں، رحمت الٰہی سے اس کی دوری کی کوئی حد بھی ہے

عن سمرة بن جندب رضی اللہ عنہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم رأیت اللیلة رجلین اتیانی فاخرجانی الی ارض مقدسة فانطلقنا حتی اتینا علی نہر من دم رجل قائم علی وسط النہر رجل بین یدیہ حجارة فاقبل الرجل الذی فی النہر فاراد ان یخرج رمی الرجل بحجر فی فیہ فردہ حیث کان فجعل کلما جاء لیخرج رمی فی فیہ فیرجع کما کان فقلت ما ہذا فقال الذی رأیتہ فی النہر آکل الربوا (بخاری کتاب البیوع)

سمرة بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہا: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں نے رات دیکھا کہ دو شخص میرے پاس آئے اور مجھے ارض مقدس کی طرف لے گئے ہم چلتے رہے یہاں تک کہ خون کی ایک نہر پر پہنچے اس میں ایک شخص کھڑا تھا اور نہر کے کنارے ایک شخص کے سامنے پتھر رکھے ہوئے تھے نہر والا آدمی سامنے آیا اور چاہا کہ نہر سے باہر نکلے پتھر والے شخص نے اس کے منہ پر پتھر مارا اور اسے وہیں لوٹا دیا جہاں پہلے تھا پھر جب جب وہ نکلنے کا ارادہ کرتا وہ اس کے منہ پر پتھر مارتا اور وہ وہیں لوٹ جاتا جہاں تھا۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے تو جواب ملا تم نے جس آدمی کو نہر میں دیکھا ہے وہ سود خوار ہے۔

سود خوار کے اس عذاب میں اس کے اعمال کے ساتھ کتنی مناسبت ہے، سود خوار دنیا میں

ایک بڑی جونک ہے جو غریبوں کے بدن سے ان کی گاڑھی کمائی کا خون چوس چوس کر موٹی ہوتی ہے
آخرت میں بھی خون اس کے عذاب کا ذریعہ ہوگا اور جس منہ سے اس نے خون چوسا تھا اس پر پتھر
برسیں گے اور اس کو مقام عذاب کی طرف لوٹاتے رہیں گے۔ (اعاذنا اللہ منہ)

(باقی)

فہرست مطبوعات مکتبہ جماعت اسلامی

رسالہ دینیات	۸ر	اسلام اور ضبط ولادت	۱۲ر
خطبات (مطبوعہ تاج کمپنی)	۹ر	رسالہ دینیات (انگریزی)	۸ر
سیاسی کشمکش (حصہ سوئم)	۶ر	اسلام کیا ہے؟ (" ")	۴ر
تنقیحات	۶ر	الحاد کے بعد کیا؟ (" ")	۱۲ر
مسئلہ قومیت	۸ر	معاشی مسئلہ	۶ر
مسئلہ جبر و قدر	عہ	اسلام اور جاہلیت	۴ر
تجدید و احیائے دین	عہ	نیا نظام تعلیم	۴ر
قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں	۸ر	اخلاقی نقطۂ نظر	۴ر
اسلامی عبادات پر تحقیقی نظر	عہ	دین حق	۴ر
روداد جماعت اسلامی (حصہ اوّل)	۱۰ر	نشان راہ	۶ر
" " (حصہ دوم)	۹ر	دستور جماعت اسلامی	۲ر
" " (حصہ سوم)	عہ	اہم استفتاء	۲ر

دیگر اداروں کی کتابیں

انکار سنت پر ایک نظر (از مولانا مسعود عالم صاحب)	۸ر	حقیقت نماز (از مولانا امین احسن صاحب)	۸ر	نظام اطاعت کی تین کڑیاں	۲ر
ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک (" ")	۸ر	حقیقت شرک (" ")	۸ر	تحریک اسلامی کی آ{	
سیرت محمد بن عبد الوہاب (" ")	۸ر	ہم مسلمان کیا کریں	۲ر	اخلاقی بنیادیں }	۶ر
حقیقت نبوت (از مولانا صدر الدین صاحب)	۸ر	بنیادی عقیدہ	۲ر	خطبۂ تقسیم اسناد	۲ر